فاتح قدس-صلاح الدین ایوبیؒ

ڈاکٹر ایمن حمودہ

ایفا پبلی کیشنز – نئی دہلی

کتاب	:	فاتح قدس-صلاح الدین ایوبیؒ
تالیف	:	ڈاکٹر ایمن حمودہ
ترجمہ	:	الیاس نعمانی
قیمت	:	۳۵/روپے
صفحات	:	۳۲
سن اشاعت	:	۲۰۱۳ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف ،بیسمنٹ ،جوگابائی ،پوسٹ باکس نمبر:۹۷۰۸

جامعہ نگر ،نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

ای میل:ifapublication@gmail.com

فون:011 - 26981327

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ	۶
مقدمہ	۷
قدس کی مختصر تاریخ	۹
صلیبی المیہ کا آغاز	۱۰
پہلی صلیبی مہم	۱۱
بدترین خونریزیاں	۱۲
صلاح الدین ایوبی، ولادت اور ابتدائی زندگی	۱۳
سفر مصر	۱۴
آزادئ قدس کی تیاریاں	۱۵
صلیبیوں کی بدعہدی اور جنگ کے پیش خیمے	۱۸
فیصلہ کن جنگ	۱۹
آزادئ قدس	۲۲
یورپ اور جدید صلیبی جنگیں	۲۵
عظیم رحم دل قائد کی وفات	۲۸
صہیونی حملہ صلیبی جنگوں کا تسلسل ہے	۲۹
خلاصۂ کلام	۳۰
مراجع	۳۲

پیش لفظ

اسلامی تاریخ کے چند دلیر وجانباز سپہ سالاروں اور مدبر وعالی حوصلہ حکمرانوں کی فہرست بنائی جائے تو ان میں سرفہرست جو نام رکھے جائیں گے، ان میں ایک نام سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا نام ہوگا، جنھوں نے کشور کشائی کی غرض سے نہیں؛ بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبہ سے صلیبیوں سے لوہالیا اور 'بیت المقدس' جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور یہ سانحہ ملت اسلامیہ کے ایک ایک فرد کے لئے بے قراری کا باعث تھا، اسے دوبارہ عالم اسلام کا حصہ بنایا۔

امت ایک ایسے نازک دور سے گزر رہی ہے، جس میں اس کو دوبارہ ایک صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے، جو ملت اسلامیہ کے دود کا درماں بنے اور مسجد اقصی کو بازیاب کرے، نیز اس امت کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اس عظیم محسن کو یاد کرے، اسی پس منظر میں اکیڈمی ایک بڑے عرب فاضل ڈاکٹر ایمن حمود کی عربی تالیف ''فاتح قدس، صلاح الدین ایوبی'' کا اردو پیکر پیش کر رہی ہے، جس میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے حالات، ان کی فتح مندیاں اور مفتوحین کے ساتھ ان کے فراخدلانہ رویہ پر روشنی ڈالنے کے علاوہ صلیبی جنگ کی مختصر تاریخ بھی آگئی ہے اور اس حقیقت کو بھی واشگاف کیا گیا ہے کہ اس وقت عالم اسلام کے خلاف مغرب کی جانب سے جو ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں، وہ انہیں جنگوں کا تسلسل ہے، اس طرح یہ کتاب بیک وقت تاریخی داستان بھی ہے اور امت مسلمہ کے لئے ایک اثر انگیز پیغام بھی، کاش! ہم اس پیغام کو دل کی آنکھوں سے پڑھیں۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

۱۸ر ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
۳۰ر جنوری ۲۰۱۳ء

مقدمہ

چند برس پہلے قدس پر صلیبیوں کے قبضہ کے نوسو سال پورے ہوئے ہیں، قدس پر صلیبیوں کا قبضہ ۱۵/جولائی ۱۰۹۹ء کو ہوا تھا، حضرت عمرؓ کے ذریعہ اپنے زمانۂ خلافت میں ۶۳۶ء میں قدس کو فتح کرنے کے بعد سے یہ شہر اس وقت تک اسلامی حکومت کے تحت ہی رہا تھا۔

افسوس کہ ہمارے اسلامی وعرب ممالک میں اس موقعہ پر کسی کو قدس پر صلیبیوں کے قبضہ کی یاد نہیں آئی، حالانکہ اب ہمیں اس شہر مقدس کے واقعات، ان کی تفصیلات اور ان کے اسباب ونتائج کو یاد کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

نوسو برس پہلے جو کچھ ہوا تھا ٹھیک اسی جگہ پر یعنی فلسطین میں وہی سب کچھ آج روزانہ ہورہا ہے۔

اس وقت متعصب وحاسد صلیبی فلسطین پر مقدس مقامات کی حفاظت کے نام پر حملے کررہے تھے تو آج یہودیوں کے قومی وطن کو وجود میں لانے، قدس پر قبضہ کرنے اور مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے نام پر صہیونیوں نے قتل وخونریزی کے بازار گرم کر رکھے ہیں۔

تب بھی وحشیانہ خونریزی تھی، بے قصور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے کشتوں کے پشتے لگائے جارہے تھے، عمارتیں اور گھر تباہ کئے جارہے تھے اور آج بھی یہی ہورہا ہے۔

صلیبیوں اور صہیونیوں میں یہ مماثلث صرف ان کے طریقہ ہائے کار تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ ان کے مقاصد بھی یکساں ہیں۔ اسلام کا خاتمہ، مسلمانوں کی دولت پر قبضہ اور فلسطین میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کا غصب صلیبوں کے بھی مقصد تھے اور صہیونیوں کے بھی ہیں۔

صلیبی حملوں اور سازش کو ناکام عظیم مسلم قائد صلاح الدین ایوبی نے کیا تھا، انہوں نے جہاد کا علم اٹھایا، مسلمانوں کی صفوں کو متحد کیا اور حطین کی ناقابل فراموش جنگ میں صلیبی لشکروں پر قبضہ کر کے قدسِ مبارک کو ماضی کی طرح اسلامی وعربی کر دیا۔

چند برسوں قبل اس عظیم مسلم قائد کی وفات کو آٹھ سو برس ہوئے ہیں اس لئے پوری دنیا کی امت مسلمہ پر یہ واجب ہے کہ وہ اس موقع پر اپنے اس عظیم قائد اور فاتح قدس کے جہاد، اس کے کارناموں اور اس کی قربانیوں کا تذکرہ عام کرے۔

تاکہ تمام لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ قدس پر صلیبیوں کے قبضہ کے اسباب کیا تھے؟ انہوں نے وہاں کے مسلم باشندگان کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور صلاح الدین نے قدس کو کیسے آزاد کرایا تھا؟ اس تجربہ سے فائدہ اٹھا کر ہم مسجد اقصیٰ اور قدس کو صہیونی ویہودی قبضہ سے آزاد کرا سکتے ہیں۔

☆☆☆

قدس کی مختصر تاریخ

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ قدس ایک عرب شہر ہے، جسے یبوسیین نے بسایا تھا، یبوسی کنعانی عرب تھے، وہ قبل مسیح تیسرے ہزارے میں جزیرۃ العرب سے فلسطین آکر آباد ہوئے تھے۔

قدس کو اس وقت یبوس کہا جاتا تھا، یہ اس شہر کے عرب مؤسسین یبوسیوں کی جانب نسبت تھی، بعد میں اس شہر کا نام شہر سلام یا اور سالم ہوگیا، یہ نام ایک قدیم یبوسی بادشاہ سالم کی جانب منسوب تھا۔

اس عرصہ میں شہر قدس میں یہودیوں کا کوئی وجود نہیں تھا، خود تورات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، یبوسیوں کے زوال کے بعد ہی اس شہر پر یہودیوں کی حکومت قائم ہوئی تھی۔

☆ قبل مسیح پہلے ہزارے میں فلسطین کے حاکم حضرت داؤد ہوئے، اس وقت فلسطین کا دارالسلطنت شہر قدس تھا، ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان ان کے جانشین ہوئے، ان دونوں کی مدت حکومت تقریباً تین برس تھی۔

☆ ۷۳۰ قبل مسیح میں فلسطین پر آشوریوں نے اپنی حکومت قائم کی، آشوری ۶۲۴ قبل مسیح تک شہر قدس کے حاکم رہے۔

☆ ۵۸۷ قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر کی قیادت میں وہاں کی فوج نے فلسطین پر حملہ کر کے شہر قدس کی فصیلوں کو سخت نقصان پہنچایا، اور یہودیوں کو بابل لے گیا، تاریخ میں اسے یہودیوں کی قیدِ بابل کہتے ہیں۔

☆ ۳۳۳ قبل مسیح میں سکندر نے فلسطین کو فتح کیا، اس کے بعد سے ۱۵ھ/۶۳۶ء میں ہونے والی اسلامی فتح تک یہ شہر مسلسل حملوں کی زد پر رہا، اس عرصہ میں ۱۸ سے زائد بار یہ شہر تباہ

وبرباد ہوا، پھر ۱۵ھ/ ۶۳۶ء میں جب مسلم لشکر نے جنگ یرموک میں بازنطینی رومیوں کو شکست دی، اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب شہر میں داخل ہوئے اور انہوں نے بطریق سے قدس اور اس کے باشندگان کی حفاظت کا مشہور وعدہ کیا اس کے بعد سے اس شہر کو استحکام نصیب ہوا۔

☆ ۱۰۹۹ء تک قدس مسلمانوں اور عربوں کے زیرنگیں رہا، پھر اس پر صلیبیوں کا قبضہ ہوگیا، لیکن ۱۱۸۷ء میں مسلم قائد صلاح الدین ایوبی نے اسے دوبارہ فتح کرلیا۔

صلیبی المیہ کا آغاز:

نومبر ۱۰۹۵ء میں پوپ اربن دوم نے اپنی صدارت میں فرانس کے کلیرمونٹ (Clermont) میں منعقد ہونے والی سائناڈ (چرچ کے عہدیداران کی میٹنگ) میں یورپ کے عیسائیوں، قائدین اور وہاں کے بادشاہوں کی فوجوں سے بیت المقدس کو مسلمانوں سے آزاد کرانے کی اپیل کی، اس نے کہا: ''شیطان کی حکومت سے بیت المقدس کی آزادی یورپ کے مسیحیوں کا ایک مقدس فریضہ ہے'' شیطان سے اس کی مراد مسلمان تھے۔

پوپ نے یہ بھی کہا کہ قدس میں واقع کلیسائے قیامت کی زیارت کے لئے جانے والے مسیحیوں کے ساتھ سلجوقی ترک بدسلوکی کرتے ہیں، اس نے بیت المقدس میں موجود صلیب الصلبوت کو مسلمانوں کے قبضہ سے واپس لینے کی بھی اپیل کی۔

پوپ کی اس اپیل پر سادہ لوح کسانوں، مزدوروں اور غریب مسیحیوں نے بہت پرجوش انداز میں لبیک کہا، یہ لوگ درحقیقت پوپ کے اس دعوے سے دھوکا کھا گئے تھے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے قبضہ سے بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے جائے گا اس کو گناہوں کی معافی کا سرٹیفکٹ (Indulgence) ملے گا، جس کے ذریعہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔

پوپ کی اس اپیل کو یورپ کے ان بادشاہوں اور مدبرین نے بھی ہاتھوں ہاتھ لیا جنہوں نے اس کو عالم عرب کے مشرقی حصہ اور وہاں کے ذخائر پر قبضہ کا بہترین موقع جانا تھا، ان

لوگوں نے پوپ کی اپیل پر فوراً لبیک کہتے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھ سے بیت المقدس فتح کرنے کے لئے عوام اور سادہ لوح لڑاکوؤں کے ساتھ عالم عرب کا رخ کیا۔

اس کے علاوہ اٹلی کے تجارتی اور بحری شہروں نے مشرق کی تجارت پر اپنا تسلط قائم کرنے کی غرض سے یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے جہازوں پر صلیبی جنگجوؤں اور ان کے تمام اسباب وسامانوں کو مشرق پہنچا سکتے ہیں۔

پہلی صلیبی مہم:

اس مہم کا آغاز اگست ۱۰۹۶ء میں یورپ سے ہوا، اس میں یورپ کے مدبرین وقائدین کے علاوہ ان سادہ لوحوں نے بھی شرکت کی جن کی قیادت پطرس نامی ایک راہب کر رہا تھا، ان جنگجوؤں نے اپنا شعار (Slogan) صلیب کو بنایا تھا، ان کے سینوں اور ان کی زرہوں پر صلیب کی تصویر نقش کی گئی تھی، اس حملہ کو پہلا صلیبی حملہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے صلیب کے ذریعہ ان سادہ لوحوں کو اس مغالطہ میں ڈالا تھا کہ وہ مسلمان دشمنوں کے خلاف مسیحیت کی مدد کے لئے میدانِ جنگ میں ہیں۔

۱۹ر جولائی ۱۰۹۷ء کو یہ حملہ سلجوقی ترکوں کے دارالسلطنت نیقیہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا، پھر انہوں نے عراق کے شمالی شہر رہا پر قبضہ کر کے وہاں پہلی صلیبی مملکت قائم کی، اس کے بعد انہوں نے ۲۱ر اکتوبر ۱۰۹۷ء کو انطاکیہ کا محاصرہ کیا جو نو ماہ جاری رہا، جون ۱۰۹۸ء میں وہاں کا سلجوقی حکمراں دفاع نہ کر سکا تو صلیبیوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا، صلیبیوں نے ستر ہزار مسلم باشندگان کو قتل کر کے انطاکیہ کو فتح کیا اور ان شہداء کے خون کا ایک حوض بنایا جس میں صلیبیوں کے گھوڑے تیرا کرتے تھے، اس طرح انطاکیہ میں دوسری صلیبی مملکت قائم ہوئی۔

جنوری ۱۰۹۹ء میں تمام صلیبیوں نے قدس کا رخ کیا، تاریخی مصادر کا بیان ہے کہ صلیبی فوجیں ۴ر جون ۱۰۹۹ء/ ۱۴ر رجب ۴۹۲ھ میں قدس کی فصیلوں کے سامنے پہنچیں،

اور چالیس ایام کے محاصرہ کے بعد ۱۵؍جولائی ۱۰۹۹ء کی شب کو شہر پر قبضہ کرلیا، اس سے پہلے انہوں نے برجوں میں آگ لگادی اور قدس کی فصیلوں کو پھاند کر وہ اندر گھس گئے اور مدافعین دفاع میں ناکام رہے۔

بدترین خونریزیاں:

شہر قدس کو فتح کرنے کے وقت اور اس کے بعد صلیبیوں نے ایسے بدترین وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کیا جن کی ہمیں کوئی اور مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی ہے، شہر قدس کی فتح کے بعد صلیبی فوجیوں نے شہر کی سڑکوں، آبادیوں اور مسجدوں میں گھس کر بے شمار مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو قتل کیا، صورت حال یہ تھی کہ جو کوئی ان کے سامنے آتا وہ اسے تہہ تیغ کردیتے، ظالموں نے مسجد اقصیٰ کی حرمت کا بھی کچھ پاس نہ رکھا، اس مقدس مسجد میں ستر ہزار سے زائد مسلمانوں نے پناہ لے رکھی تھی، جن میں علماء وصالحین کی ایک بڑی تعداد تھی، ان سب کو قتل کردیا گیا۔

اس مہم کے قائدین نے اس کے بعد پوپ کو ایک خط لکھا، یہ خط مسیحی مؤرخین نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، پوپ کے نام اس خط میں ان قائدین نے لکھا تھا: ''ہمارے فوجیوں کی پنڈلیاں مسلمانوں کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔''

مشہور صلیبی مؤرخ ولیم یہودی نے لکھا ہے: ''بیت المقدس میں داخل ہوکر صلیبیوں نے وحشت ناک درندگی کی، یہاں تک کہ یہ شہر مسلمانوں کے خون کے ایک حوض میں تبدیل ہوگیا''۔

معروف فرنچ مفکر ومؤرخ گسٹف لیبون نے اس حقیقی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ''شہر قدس کو فتح کرنے کے بعد صلیبی فوجیوں نے سڑکوں پر بچوں اور بوڑھوں کو ذبح اور مثلہ کیا، بہت سے لوگوں کو یکے بعد دیگرے ایک ہی رسی سے اس طرح پھانسی دی گئی کہ یہ سب ایک جگہ پر ہی موجود تھے، امیر بوہی مانڈ نے قیدیوں کو برج نصر میں حاضر کئے جانے کا حکم دیا، جب یہ حاضر کئے گئے، تو اس نے ان کی گردنوں کو اڑادیا''۔

صلیبی جنگ، شہر قدس پر صلیبی قبضہ اور اس موقع پر ہونے والی بدترین خونریزیوں کی بابت جو کچھ لکھا گیا ہے، اس سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ اس حملہ کا مقصد بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضہ سے آزاد کرانا نہ ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا، یہی بات گارڈنر (ایک معاصر مغربی مستشرق) نے یوں لکھی ہے: ''صلیبی جنگوں کا مقصد قدس کی آزادی نہیں اسلام کو ختم کرنا تھا''۔

صلیبی جنگوں کا سبب یہ تھا کہ جن ممالک میں مقدس مقامات پائے جاتے ہیں جیسے: سیریا، مصر اور فلسطین وغیرہ وہاں عیسائی مسلمان ہو رہے تھے، ایک اور سبب یورپ کے عیسائیوں کی صقلیہ واندلس میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہونے والی ہزیمتیں بھی تھیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور ہزیمت وہ تھی جو انہیں ۱۰۷۱ء میں ملاذکرت میں اٹھانی پڑی تھی۔

قدس ۱۰۹۹ء سے ۱۱۸۷ء تک صلیبی قبضہ میں رہا، پھر اسے عظیم مسلم قائد صلاح الدین ایوبی نے فتح کیا، اگلے صفحات میں ہم یہی جاننے کی کوشش کریں گے کہ یہ باحمیت مسلم قائد کون تھا اور اس نے قدس کو کیسے فتح کیا تھا؟

صلاح الدین ایوبی، ولادت اور ابتدائی زندگی:

صلاح الدین ایوبی شمالی عراق کے شہر تکریت میں ۱۱۳۷ء میں پیدا ہوئے، وہ کردی نژاد تھے، اور ان کا مکمل نام صلاح الدین بن یوسف تھا، جب کہ ایوبی اس حکومت کا لقب تھا جو انہوں نے مصر میں قائم کی تھیں، اس حکومت کو ایوبی حکومت کہتے ہیں۔

ان کے والد نجم الدین اور چچا اسد الدین شیرکوہ عظیم مجاہد امیر موصل وحلب عماد الدین زنگی کی خدمت سے وابستہ تھے، زنگی وہی عظیم مجاہد ہیں جنہوں نے صلیبیوں کی علاقہ میں قائم کردہ پہلی مملکت رہا میں صلیبیوں کو شکست دے کر ۱۱۴۴ء میں اسے آزاد کرایا تھا، ۱۱۴۶ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے سلطان نور الدین محمود ان کے جانشین ہوئے، جنہوں نے دوسرے صلیبی حملہ کا

۱۱۴۸ء میں مقابلہ کیا اور صلیبیوں کو رہا پر دوبارہ قبضہ نہیں کرنے دیا، اس دوسرے حملہ میں صلیبی دمشق کو فتح یا اس کا محاصرہ نہیں کر سکے، اور اپنے مقاصد میں ناکام ہونے کے بعد یورپ واپس چلے گئے۔

صلاح الدین ایوبی دس برس کے تھے کہ انہیں اپنے والد اور چچا کے ساتھ سلطان نورالدین محمود کے محل میں رہائش کا موقعہ ملا، سلطان نورالدین محمود کا شمار مشہور مجاہدین اسلام میں ہوتا ہے، انہوں نے اپنی پوری زندگی مشرقی عرب اور مسلم ممالک سے صلیبیوں کو نکالنے کے لئے جہاد کرتے ہوئے گزار دی، وہ ایک مثالی باغیرت حکمراں تھے۔

سفر مصر:

فاطمی حکمراں عاضد کے زیر حکومت مصر اختلافات، فتنوں اور باہمی چپقلشوں کا میدان بنا ہوا تھا، مصر پر قبضہ کرنا صلیبیوں کا اہم ترین مقصد تھا، دوسری جانب سلطان نورالدین محمود اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے تاکہ تمام مسلمانوں کو ایک ہی خلافت کے پرچم تلے کر کے صلیبی خطرہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔

مصر کے دو وزیروں شاور اور ضرغام کے درمیان بالا دستی کے استحقاق کے سلسلے میں اختلافات چل رہے تھے، ضرغام نے صلیبیوں سے مدد مانگی تو شاور نے سلطان نورالدین محمود سے مدد کی درخواست کی، اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے سلطان نورالدین محمود نے ۱۱۴۶ء میں اسدالدین شیرکوہ کی قیادت میں ایک لشکر مصر روانہ کیا، اس لشکر میں شیرکوہ کے ساتھ ان کے ستائیس سالہ بھتیجے صلاح الدین ایوبی بھی تھے۔

اس لشکر نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے ضرغام کا قتل کیا اور اس کے فتنہ کا کام تمام کر دیا، اس طرح اس کا مقابل شاور فتح ہو گیا، لیکن جب حالات شاور کے لئے سازگار ہو گئے تو وہ اپنے حلیف نورالدین محمود سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا، اس کے لئے اس نے بیت المقدس کے صلیبی بادشاہ عموری سے مدد طلب کی اس صورت حال میں نورالدین محمود نے ۱۱۶۷ء میں اسدالدین شیرکوہ اور ان کے بھتیجے صلاح الدین کی قیادت میں دوسرا لشکر روانہ کیا، یہ حملہ شاور کو

شکست دینے میں نا کام ہوگیا،شاور نے صلیبیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کر کے مصر کی حفاظت کا حق چار ہزار دینار کے عوض انہیں دے دیا،خلیفہ عاضد نے بذات خود مجبوراًاس معاہدہ پر دستخط کئے۔

ایک سال بعد خلیفہ عاضد نے صلیبیوں کے تسلط سے مصر کو آزاد کرانے کے لئے بذات خود سلطان نورالدین محمود کے نام مدد کی درخواست بھیجی،اس سے پہلے صلیبیوں نے غدار وزیر شاور کے تعاون سے شہر فسطاط کو نذر آتش کر دیا تھا،اور باشندگان مصر کے تئیں متعدد جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔

سلطان نورالدین محمود نے فاطمی خلیفہ کی اس درخواست کو قبول کیا،اور مصر پر حملہ کی ذمہ داری تیسری بار اسدالدین شیرکوہ کو سونپی،ان کے ساتھ اس حملہ میں ان کے بھتیجے صلاح الدین بھی تھے،دسمبر ۱۱۶۸ء میں یہ مہم شروع ہوئی،اور اس نے عموری کی قیادت والے صلیبی لشکر کو بیت المقدس واپس جانے پر مجبور کر دیا،غدار وزیر شاور گرفتار ہوا،اور فاطمی خلیفہ نے جنوری ۱۱۶۹ء میں اسے باب زویلہ پر پھانسی دینے کا حکم دیا،خلیفہ عاضد نے فوراً ہی شاور کی جگہ پر اسدالدین کو وزیر بنانے کا حکم نامہ جاری کیا،ان کی بہت عزت کی اور انہیں اپنی فوج کا قائد اعلیٰ نامزد کیا،لیکن دو مہینہ ہی گزرے تھے کہ مارچ ۱۱۶۹ء میں شیرکوہ کی وفات ہوگئی۔

خلیفہ عاضد نے ایک اور حکم نامہ جاری کر کے صلاح الدین ایوبی کو اپنے چچا کی جانشینی میں وزیر بنایا،اس وقت ان کی عمر کل ۳۲ سال تھی۔

دو برس بعد خلیفہ عاضد کا انتقال ہوا تو مصر میں فاطمی خلافت کا بھی اختتام ہوگیا،صلاح الدین ۱۱۷۱ء میں وہاں کے حکمراں بنے،اور اس طرح ایوبی حکومت کا آغاز ہوگیا۔

آزادیٔ قدس کی تیاریاں:

صلاح الدین ایوبی کو اس بات کا ادراک تھا کہ قدس صلیبیوں کے قبضہ میں صرف اس لئے گیا ہے کہ عالم اسلام کمزور ہے،باہم دست وگریباں ہے،اور دو خلافتوں بغداد کی عباسی خلافت اور مصر کی فاطمی خلافت میں بٹا ہوا ہے،اس عظیم مسلم قائد نے مسلمانوں کو ایک خلافت

کے پرچم تلے متحد کرنے کا کام کیا، ۱۱۷۱ء میں حاکم مصر خلیفہ عاضد فاطمی کی وفات کے بعد انہوں نے فاطمی خلافت کے خاتمہ اور مصر کی عباسی خلافت کے ماتحت ہونے کا اعلان کر کے عالم اسلام کو متحد کر دیا۔

صلاح الدین ایوبی کو اس بات کا ادراک تھا کہ صلیبیوں کو قدس پر جو بسہولت قبضہ حاصل ہو گیا ہے اس کی ایک وجہ عالم اسلامی کا چھوٹی چھوٹی بہت سی مملکتوں اور ریاستوں میں منقسم ہونا اور ان ریاستوں کا باہم دست و گریباں ہونا ہے، اس لئے انہوں نے صلیبیوں کو قدس اور عالم عرب کے مشرق سے نکالنے کے مقصد سے متحدہ اسلامی محاذ تشکیل دینے کی کوشش کی، اس کے لئے انہوں نے حاکم دمشق نور الدین محمود کی ۱۱۷۴ء میں وفات کے بعد ان کے صاحب زادگان کے اختلافات کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے مصر اور شام وحجاز کے حکمراں ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس عظیم مسلم قائد کو اس بات کا احساس تھا کہ صلیبیوں کے کسی بھی ممکنہ حملہ کے مقابلہ کے لئے داخلی محاذ پر مضبوط ہونا بہت ضروری ہے، وہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی طاقت کا سرچشمہ وہ مصر ہے جہاں دنیا کی بہترین فوج پائی جاتی ہے اور جو مقبوضہ فلسطین کے قریب ہی واقع ہے۔

اس لئے انہوں نے ان چاروں شہروں کے گرد فصیل تعمیر کرائی جن سے مل کر ان کے زمانے میں قاہرہ بنتا تھا، یہ شہر تھے: صحابی جلیل حضرت عمرو بن عاص کا قائم کردہ شہر فسطاط، صالح بن علی کا آباد کردہ عسکر، احمد بن طولون کا آباد کردہ قطائع اور جوہر صقلی کا آباد کردہ قدیم قاہرہ۔

اس کے علاوہ انہوں نے قلعہ الجبل تعمیر کرایا، جسے قلعۂ صلاح الدین ایوبی کے نام سے جانا جاتا ہے، انہوں نے اپنے وزیر بہاء الدین قراقوش کو قعلہ اور فصیل کی نگرانی کا ذمہ دار بنایا تھا۔

فصیل میں متعدد برجیں اور قلعے تعمیر کئے گئے تھے، تاکہ ان سے نگرانی کی جاسکے، اور اگر دشمن قاہرہ پر حملہ آور ہوں تو ان پر تیر اور پتھر برسائے جاسکیں۔

صلاح الدین ایوبی نے بحر متوسط کی مصر کی بحری سرحدوں پر بھی پہرہ مضبوط کیا، تاکہ صلیبیوں کے کسی بھی بحری حملہ کا مقابلہ کیا جاسکے، دشمنوں کی کشتیوں کو اندر آنے سے روکنے کے

لئے نیل کے عرض میں جو سمندری زنجیریں تھیں صلاح الدین نے ان کو مضبوط کرنے کا حکم دیا، اس کے علاوہ انہوں نے اسکندریہ کی قلعہ بندی پر توجہ دیتے ہوئے اس کی فصیلوں کی تجدید کی اور اسے خندقوں سے گھیرا۔

چونکہ اکثر انگریز صلیبی حملہ آور دستے جزیرہ نمائے سینا کے راستے سے آتے تھے اور یہ علاقہ فلسطین سے قریب تھا اس لئے صلاح الدین نے سیناء کے بیچ میں قلعوں کے ایک سلسلے کی تعمیر کا حکم دیا، اور پانی کے ذخیرہ کے لئے ان میں حوض بنائے۔

آزادیٔ قدس اور صلیبیوں کو نکال باہر کرنے کے مسلمانوں کے سب سے بڑے مسئلہ سے انہیں داخلی اختلافات غافل نہ کردیں اس مقصد سے اس عظیم مسلم ہیرو نے مصر میں فقہ شافعی کے مطابق سنی مدارس قائم کئے تا کہ اس شیعہ سنی اختلاف کو ختم کیا جا سکے جو مصر میں دوصدیوں سے چلا آرہا تھا، اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے اندر اختلاف وانتشار کے تمام عوامل کو ختم کردیا۔

صلاح الدین کو اس سلسلہ میں پورا یقین تھا کہ قدس کو آزاد اور صلیبی جنگ کو فتح صرف طاقت کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ جو چیز طاقت کے بل بوتے پر چھینی جاتی ہے وہ واپس بھی طاقت کے بل پر ہی ملتی ہے۔

اس لئے انہوں نے حصولِ طاقت کی تیاری شروع کردی، فرزندان ملت اسلامیہ کو جہاد کے پرچم تلے متحد ہونے کی دعوت دی، فقہاء اور علماء سے کہا کہ وہ مسجدوں کے منبروں سے قدس اور مسجد اقصیٰ نیز جہاد ومجاہدین کے فضائل بیان کرکے امت کو جہاد کے لئے تیار کریں، اس زمانہ میں مسجدوں کے درس کے حلقے قدس اور اس کی خاطر جہاد کے تذکرے سے خالی نہیں ہوتے تھے۔

جب انہیں داخلی محاذ پر مضبوط ہونے اور جہاد کے پرچم تلے امت کے متحد ہونے کا اطمینان ہوگیا تو انہوں نے قدس کی آزادی کے لئے اس مناسب وقت کا انتظار کرنا شروع کردیا جس میں فیصلہ کن جنگ چھیڑ کر بیت المقدس سے صلیبیوں کا خاتمہ کیا جا سکے، اس فیصلہ کن معرکہ سے پہلے اس عظیم قائد نے شام وفلسطین کے دیگر شہروں پر متواتر حملے کرکے دشمن کی طاقت کمزور

کرنے کی پالیسی اختیار کی۔

صلیبیوں کی بدعہدی اور جنگ کے پیش خیمے:

۵۸۱ھ/ ۱۱۸٦ء کے آغاز میں صلاح الدین قدس کو صلیبی قبضہ سے آزاد کرانے کے لئے تیار تھے، انہیں بس اس کے لئے مناسب موقع کی تلاش تھی، وہ پہلے ہی بیت المقدس کے بادشاہ کے ساتھ ایک صلح کا معاہدہ کر چکے تھے، جس کی رو سے دونوں فریق اس بات کے پابند تھے کہ وہ مصر وشام میں جانے والے تجارتی قافلوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے، بیت المقدس کا صلیبی بادشاہ اس معاہدہ کی پابندی کرتا تھا، لیکن ارناط نامی ایک صلیبی امیر جو کہ کرک (یہ علاقہ اب اردن میں آتا ہے) کا امیر تھا، بھی اس معاہدہ میں شریک تھا، اس نے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قاہرہ سے دمشق آرہے مسلم قافلہ کے ساتھ ۱۱۸٦ء کے آخر اور ۱۱۸۷ء کے اوائل میں بدعہدی کی، قافلہ کے ساتھ جو کچھ تھا وہ لوٹ لیا اور ارکان قافلہ کو گرفتار کرلیا، جن میں ایک خاتون صلاح الدین کی رشتہ دار بھی تھیں۔

اس سے پہلے یہ بدعہد صلیبی بادشاہ ۱۱۸۲ء میں مسلمان عازمین حج کے قافلوں پر حملہ کر چکا تھا، اس نے حجاز کے ساحل پر حملہ کیا تھا، مکہ اور مدینہ پر قبضہ کر کے رسول اکرمؐ کی قبر منہدم کرنے کی دھمکی دی تھی، اس وقت صلاح الدین ایوبی نے مصری فوج کی ایک تعداد کو مسلم قائد حسام الدین لولو کی قیادت میں بھیجا تھا، جس نے ارناط کی فوج کو زبردست شکست دی تھی ارناط کسی طرح اپنی جان بچا کر کرک بھاگ گیا تھا۔

جب ارناط نے دوبارہ بدعہدی کی اور معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کی تو صلاح الدین ایوبی نے اپنے قاصد بھیج کر اسے دھمکی دی، اس کی حرکت کی مذمت کی اور مسلم قیدیوں کو رہا کرنے نیز لوٹے گئے مال واسباب کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن ارناط نہیں مانا اور اپنی بدعہدی پر قائم رہا۔
اس نے صلاح الدین کے قاصدوں کا مذاق اڑاتے ہوئے پوری بے حیائی کے ساتھ

کہا:" اپنے نبی محمد (ﷺ) سے کہو کہ وہ آ کر تم کو نجات دلائیں"۔ اس کے بعد اس نے مسلم قیدیوں کی ایذا رسانی میں مزید اضافہ کر دیا۔

صلاح الدین کو اس کا علم ہوا تو ان کی آتش غضب بھڑک اٹھی، اور اس طرز عمل کو انہوں نے صلح کے خاتمہ اور دشمنی کا صاف اعلان سمجھا، انہوں نے ایک بڑی اور فیصلہ کن جنگ کی تیاری کرتے ہوئے یہ نذر مانی کہ وہ ارناط کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے اسے مسلم حاجیوں کے قافلوں پر حملہ، مسلم قافلوں کو ستانے اور لوٹنے کی سزا دیں گے۔

فیصلہ کن جنگ:

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیت المقدس کے بادشاہ کے تابع امیر کرک ارناط کی بدعہدی اور بدمعاشگی ہی وہ راست سبب تھی جس نے صلاح الدین ایوبی کو ایک فیصلہ کن جنگ لڑ کے بیت المقدس سے صلیبیوں کو نکالنے پر آمادہ کیا تھا، اس بدعہد کی جانب سے ذات رسالت مآب کی شان میں گستاخی، مسلمانوں کو ستانے اور مکہ و مدینہ میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بابت دھمکی دینے کی وجہ سے ہی صلاح الدین نے اسے سزا دینے اور قتل کر دینے کا عزم کیا تھا۔

انہوں نے قدس کی آزادی کے لئے صلیبیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، اور مصر و شام کے علاقوں سے مجاہدین اور سامان جنگ طلب کئے، جب ان کے زیر نگیں مکمل علاقے سے فوجیں دمشق میں جمع ہو گئیں اور اسلامی لشکر مکمل طور پر تیار ہو گیا تو انہوں نے اس لشکر کی قیادت کرتے ہوئے ۲۷/ ربیع الثانی ۵۸۳ھ بروز جمعہ کو جنگ کا آغاز کر دیا، وہ ہمیشہ جمعہ کے دن ہی جنگ کرنا چاہتے تھے، اس لئے کہ اس دن بندگان خدا خدا کے حضور میں زیادہ حاضری دیتے ہیں اور اس سے زیادہ دعائیں مانگتے ہیں، پھر یہ دن سب سے اچھا اور بابرکت دن ہے، انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر طبریہ کا رخ کیا، اس شہر کو انہوں نے فتح کر لیا اور وہ اس کی فصیلوں کے اندر داخل ہو گئے، صلیبیوں کے لشکر عکا کے پاس صفوریہ میں جمع ہوئے، صلیبی فوجوں کی قیادت ارناط

(امیر کرک)، جوائے لوز جنان (بادشاہ بیت المقدس) اور رمونڈ (امیر طرابلس) میں تقسیم کردی گئی تھی، یہ فوج تقریباً ترسٹھ ہزار صلیبی فوجیوں اور گھڑ سواروں پر مشتمل تھی۔

صفوریہ اور طبریہ کے درمیان کا علاقہ ایسا بے آب وگیاہ صحرا تھا جسے تیز گرمی میں زبردست مشقتوں اور شدید پیاس کو برداشت کئے بغیر پار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

صلاح الدین کا منصوبہ یہ تھا کہ طبریہ پر قبضہ کر کے صلیبیوں کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ صفوریہ میں اپنے محفوظ مقامات سے نکل کر طبریہ میں آ کر ان سے مقابلہ کریں، صلیبی طبریہ اس لئے خاص طور پر آتے کہ وہاں امیر طرابلس رمونڈ کی بیوی تھی، سخت گرمی میں اس کم آب و بے گیاہ صحرا کو پار کر کے جب اسلامی لشکر سے مقابلہ کے لئے صلیبی لشکر طبریہ آئے گا تو بہت تھکا ہوا ہوگا، جب کہ اسلامی لشکر کو کچھ وقت آرام کے لئے مل چکا ہوگا، ایسی صورت میں اسلامی لشکر صلیبیوں کو آسانی سے شکست دے لے گا۔

صلاح الدین کا منصوبہ کامیاب ہو گیا، صلیبیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ صلاح الدین نے شہر طبریہ فتح کر لیا ہے تو وہ بھڑک اٹھے اور انہوں نے صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے صلیبی لشکروں کے قائدین کی ایک عسکری میٹنگ بلائی، امیر طرابلس ریمونڈ نے یہ رائے دی کہ صفوریہ کے محفوظ مقام پر ہی انتظار کیا جائے تا کہ صلاح الدین خود اپنے لشکر کے ساتھ صفوریہ آئیں اور صحرا عبور کرنے کی مشقتوں کا سامنا کریں، لیکن بدعہد صلیبی امیر ارناط نے، جو کہ نہایت جذباتی اور احمق تھا، صلاح الدین کا مقابلہ کرنے کے لئے طبریہ پر حملہ کرنے کی رائے دی۔

طبریہ کی جانب کوچ کرنے کی ارناط اور اس کے مؤیدین کی رائے غالب آ گئی، یہ رائے ہی وہ اصل سبب تھی جس نے صلیبیوں کو کمزور اور ان کے قویٰ کو لاغر کر دیا تھا، صلیبی لشکر جولائی ۱۱۷۸ء کی شدید گرمی میں صفوریہ سے چل کر طبریہ آیا، ان میں سے بڑی تعداد اس سفر کے حق میں نہ تھی، اس لئے انہوں نے بادل ناخواستہ ہی یہ سفر طے کیا تھا۔

صحرا کی دشواریاں اور دھوپ کی شدید تمازت ہی کیا کم تھی اس پر مستزاد یہ صلیبی لشکر

کے اسلحے اور زرہوں نے مزید ستم ڈھایا، یہ سب چیزیں لوہے کی بنی ہوئی تھیں جن کو پہن کر اور لاد کر ان کے جسم گویا کہ شعلہ بداماں بنے ہوئے تھے۔

۳، جولائی ۱۱۸۷ء کو صلیبیوں کا لشکر طبریہ کے دامان کوہ میں پہنچا، طبریہ پہاڑی جیسا علاقہ ہے اور سطح سمندر سے تین سو میٹر بلند ہے، اس کی دو چوٹیاں ہیں جن کو قرون حطین کہا جاتا ہے، اس کے اوپر حطین کا میدانی علاقہ ہے، صلیبی جب اس علاقہ میں پہنچے تو تھک کر چور ہو چکے تھے، اس کے نیچے حطین تھا اور اس کے بغل سے بحیرہ طبریہ رواں تھا۔

صلاح الدین نے اپنے جنگی منصوبہ میں یہ طے کیا تھا کہ وہ بحیرہ طبریہ پر اپنے قبضہ کو مضبوط رکھیں گے اور صلیبیوں کو وہاں نہیں پہنچنے دیں گے، ان کا یہ منصوبہ ہمیں غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں پانی پر قبضے اور پیاس کو مشرکین کے خلاف ایک نفسیاتی اور مادی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی یاد دلاتا ہے۔

صلیبیوں نے اپنی رات کوہ طبریہ کے اوپر کراہتے ہوئے گزاری، پیاس اور تکان نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ رات بھر انہیں مسلمانوں کی آوازیں خوف وہراس میں مبتلا کئے رہیں، مسلمان حطین کے دامان کوہ میں تھے اور پوری رات فضا ان کے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل سے گونجتی رہی تھی۔

بعض صلیبیوں نے رات کی تاریکی میں دبے پاؤں پانی تک جانا چاہا، مسلمان گھات میں تھے، اس لئے ایسے صلیبی پانی تک تو کیا پہنچتے پہلے ہی تہ تیغ کر دیے گئے، کوہ طبریہ پر جھاڑیاں بکثرت تھیں، مسلمانوں نے ان جھاڑیوں میں آگ لگادی، ہوا کا رخ صلیبیوں کی جانب تھا، اس لئے اس آگ کی گرمی اور دھویں کا رخ بھی ان ہی کی جانب ہو گیا، موسم گرما کی تمازت ہی کیا کم تھی، جو کچھ کسر بچی تھی آگ اور دھویں نے ختم کر دی، اگلی صبح ۴/ جولائی ۱۱۸۷ء بروز سنیچر سورج نکلا تو صلیبیوں نے اپنے آپ کو صلاح الدین کے محاصرہ میں پایا۔

فریقین کے درمیان جم کر رن پڑا، حطین کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی، صلیبیوں کا لشکر ۶۳/ ہزار افراد پر مشتمل تھا، ان میں سے تیس ہزار قتل کر دیے گئے، اتنے ہی قیدی بنائے

گئے، قیدیوں میں شاہ قدس جوائے اور بدعہد امیر کرک ارناط بھی تھے، مسلمان قائد (ایوبی) نے ان لوگوں سے اپنے خیمے میں ملاقات کی، شاہ قدس کو اپنے بغل میں بٹھایا، وہ پیاس کی شدت سے ہانپ رہا تھا، صلاح الدین ایوبی نے اس کے لئے ٹھنڈا پانی منگوایا، جب وہ پانی پی کر سیراب ہوگیا تو باقی ماندہ پانی اس نے ارناط کو دے دیا، صلاح الدین نے شاہ قدس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اس (ارناط) نے پانی میری اجازت سے نہیں پیا ہے، اس لئے اسے امان نہ ملے گی، عربوں اور مسلمانوں کی روایت تھی کہ جس قیدی کو خورد ونوش کی اجازت مل جاتی وہ قتل سے مامون ہوجاتا۔

صلاح الدین نے دو مرتبہ قسم کھائی تھی کہ اگر ارناط ہاتھ آگیا تو وہ اسے اس کی حرکتوں اور اس کے جرائم کی وجہ سے خود اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا۔

صلاح الدین نے ارناط کے خون سے اپنے آپ کو بری الذمہ کرنے کے لئے اس کے سامنے اسلام پیش کیا، لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا، صلاح الدین نے اس سے پوچھا، اگر میں تمہارے سامنے ایک قیدی کی حیثیت سے کھڑا ہوتا تو تم میرے ساتھ کیا کرتے، اس نے نہایت سختی اور بدتمیزی کے ساتھ کہا: میں بلا کسی تردد کے تمہاری گردن ماردیتا۔

یہ سن کر صلاح الدین نے تلوار سے اس کا کام تمام کردیا، معرکۂ حطین کے بعد صلاح الدین نے عکا کا رخ کیا اور اسے فتح کرلیا، پھر انھوں نے اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کردیا، تاکہ یہ الگ الگ شہروں کو فتح کرتے چلیں، ان لشکروں نے نابلس، حیفا، ناصرہ، صیدا، خلیل اور بیروت کو فتح کرلیا، صلاح الدین نے پھر عسقلان فتح کیا اور اس طرح بیت المقدس پر حملہ کرکے اسے آزاد کرانے کی راہ ہموار کی۔

آزادیٔ قدس:

صلاح الدین نے اپنی فوج کے ساتھ قدس کا رخ کیا، اور ۱۵ رجب ۵۸۳ھ/ستمبر ۱۱۸۷ء میں اس کے مغربی جانب پڑاؤ ڈالا، پھر وہاں کے باشندگان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ بھی

دیگر صلیبی شہروں کی طرح اس شرط پر سپر ڈالیں کہ ان کی جان، مال، اولاد اور خواتین محفوظ رہیں گے، اور جو بھی اس شہر سے عافیت کے ساتھ رخصت ہونا چاہے گا صلاح الدین کی فوج اس سے کچھ نہیں کہے گی، لیکن صلاح الدین کی اس پیش کش کو شہر قدس کی قیادت نے ٹھکرا دیا، اس موقع پر صلاح الدین نے قسم کھائی کہ وہ اب شہر کو طاقت کے بل بوتے پر فتح کریں گے، پھر جب مسلمانوں نے ۱۴/روزہ کامیاب محاصرہ کے بعد شہر کی فصیل میں متعدد جگہوں پر نقب لگانے میں کامیابی حاصل کر لی تو صلیبی قیادت کو اس بات کا ادراک ہوگیا کہ اب ہلاکت ان کا مقدر ہے، یہ دیکھ کر اس پوری قیادت کی رائے امان طلبی اور قدس کو صلاح الدین کے سپرد کر دینے کی ہوگئی انہوں نے اپنا ایک وفد صلاح الدین کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی کہ اگر ان کے جان و مال کو امان دے دی جائے تو وہ قدس پر قبضہ دے دیں گے، اس موقع پر صلاح الدین نے ان کو محض یاد دلایا کہ ۱۰۹۹ء میں جب ان کے آباء واجداد نے اس شہر پر قبضہ کیا تھا تو کیسی خونریزی کی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ کیسا وحشیانہ سلوک کیا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے کہا: ''سلطان! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس شہر میں ہماری تعداد بہت ہے، اور وہ جنگ کے بارے میں جھوٹی باتیں امان کی امید میں کر رہے ہیں، ان کا گمان ہے کہ آپ ان کی یہ پیش کش ویسے ہی قبول کر لیں گے جیسے آپ نے دوسروں کی پیش کشوں کو قبول کر لیا ہے، وہ زندگی کے خواہاں اور موت سے گریزاں ہیں، اگر ہمیں لگا کہ اب قتل کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے تو ہم اپنی خواتین اور اپنے بچوں کو قتل کر دیں گے، اپنے سامان نذر آتش کر دیں گے، اور ایک دینار یا درہم بھی آپ کے لئے مال غنیمت کے طور پر نہ چھوڑیں گے، اور آپ ہمارے کسی مرد یا عورت کو قید بھی نہ کر سکیں گے، پھر ہم قبۃ الصخرہ او مسجد اقصیٰ جیسے مقدس مقامات کو منہدم کر دیں گے، پھر ہم اپنے پاس قید پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو قتل کر ڈالیں گے، ان کے جانوروں کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے، اس کے بعد ہم سب ایک ساتھ نکل کر آپ سے اس طرح جنگ کریں گے جس طرح انسان اس وقت جنگ کرتا ہے جب اسے اپنی جان جاتی ہوئی نظر آ رہی ہوتی ہے، ہم میں سے ہر ایک پھر تبھی مرے گا جب وہ اپنے جیسے متعدد لوگوں کو قتل کر چکا ہوگا، پھر یا تو ہم سرخرو و کامران ہوں گے یا باعزت موت ہمارا مقدر ہوگی۔

مسلم قائد نے صلیبیوں کو امان دیے جانے پر اتفاق کرلیا، لیکن یہ شرط لگائی کہ شہر قدس کے اندر محصور (جن کی تعداد ستر ہزار سے زائد ہی ہوگی) ہر مرد کی جانب سے دس دینار اور ہر عورت کی جانب سے پانچ دینار فدیہ دیں گے۔

اگر صلاح الدین چاہتے تو شہر میں گھس کر وہاں موجود صلیبی فوج کو قتل کر کے دشمن کی شوکت کو ختم کر دیتے اور ان مسلمانوں کے خون کا بدلہ لے لیتے جن کو صلیبیوں نے ۱۰۹۹ء میں شہر پر اپنے قبضہ کے دن قتل کر کے ان کے خون کا ایک حوض بنالیا تھا۔

لیکن انہوں نے ایسا کچھ نہ کر کے صلیبیوں کو امان دے دی، اس لئے کہ انہیں اسلام کی رواداری اور مسجد اقصیٰ کی عظمت کا پاس تھا، اور وہ ان اسلامی مقدس مقامات کو محفوظ ہی دیکھنا چاہتے تھے جن کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی صلیبیوں نے دی تھی۔

۲۷/رجب ۵۸۳ھ/۱۲/اکتوبر ۱۱۸۷ء کو بروز جمعہ معراج کے دن اسلامی لشکر صلاح الدین کی قیادت میں قدس میں داخل ہوا، اور اس نے باشندگان شہر کے ساتھ درگزر اور رواداری کا وہ معاملہ کیا جس نے اپنوں اور غیروں سب کو تعریف پر مجبور کر دیا، دس ہزار سے زائد عیسائی باشندگان شہر (جو کمزور حال، عمر دراز اور مریض تھے) کے ساتھ فدیہ کے معاملہ میں رواداری کا عجیب و غریب سلوک کرتے ہوئے صلاح الدین نے ان کی جانب سے فدیہ ادا کیا۔

اسی طرح انہوں نے انگریز خواتین اور بچوں کے ساتھ بہت زیادہ عفو و درگزر اور رواداری کا سلوک کیا، اتنا ہی نہیں ان کا اکرام بھی کیا، انہوں نے بیت المقدس کی ملکہ کو اپنے مال واسباب اور خدم و حشم کے ساتھ بغیر فدیہ لئے جانے دیا، یہی سلوک انہوں نے تمام صلیبی قائدین کی بیویوں کے ساتھ کیا جن میں سے ایک ارناط کی بیوی بھی تھی۔

اسی طرح صلاح الدین نے کلیساؤں بالخصوص کلیسائے قیامت نیز عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں کے تئیں احترام کا رویہ اختیار کیا، اسی کا نتیجہ تھا کہ قدس کا بطریق اپنا مالِ کثیر، نیز کلیساؤں کے ہدایا و قیمتی خزانوں کے ساتھ اس طرح شہر سے نکلا کہ اسے کسی نے چھیڑا تک نہیں،

اس نے بس دس دینار ادا کیئے۔

صلاح الدین کی رحم دلی اور رواداری کی آخری حد تو یہ ہوگئی کہ انہوں نے ضعیف، عمر دراز اور بیمار باشندگان شہر کو ان کی مرضی کی جگہ تک لے جانے کے لئے جانور مہیا کیئے۔

صلیبی جنگوں کے مؤرخین نے صلاح الدین کی رواداری اور عظمت کا خوب تذکرہ کیا ہے، لینپول نے لکھا ہے: ''صلاح الدین صرف اپنے ہی زمانہ میں نہیں بلکہ مکمل تاریخ انسانی میں سب سے عظیم رحم دل فاتح ہے''۔

سر اسٹیفن راچمپن (صلیبی جنگوں کا ایک مؤرخ) نے لکھا ہے: ''جنگ حطین میں اور یروشلم بیت المقدس کے دروازہ پر صلاح الدین نے انسانیت کو یہ تعلیم دی کہ فتح کے وقت عظیم سپہ سالار کا کردار کیسا ہونا چاہئے''۔

صلیبیوں کے ہاتھوں سے شہر مقدس کی واپسی کا دن ایک عجیب دن تھا، شہر کی فصیلوں پر اسلامی پرچم لہرا رہے تھے، قبۃ الصخرہ کے اوپر جو سونے کی بڑی صلیب رکھی گئی تھی اسے اتار دیا گیا تھا، مسجد اقصیٰ کی دیواروں پر نقش کئے گئے صلیبی شعاروں کو ختم کر دیا گیا تھا، صلاح الدین نے علماء ،فقہاء، اپنے کمانڈرس اور فوجیوں کے ساتھ مسجد اقصیٰ کے علاقہ میں داخل ہو کر نماز شکرانہ ادا کی، اس لئے کہ قدس ۸۸/سالہ صلیبی قبضہ کے بعد آج پھر اسلامی حکومت کے زیر نگیں آیا تھا۔

یورپ اور جدید صلیبی جنگیں:

جنگ حطین کی فتح اور شہر قدس و دیگر صلیبی مملکتوں کو ختم کر کے صلاح الدین ایوبی نے جو زبردست کامیابی حاصل کی اس کے بعد یورپ میں بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے ایک نئے صلیبی حملہ کا مطالبہ ہونے لگا، قدس کا وہ بطریق جسے صلاح الدین نے جان کی امان دی تھی، اور جسے یہ موقع دیا تھا کہ وہ اپنے تمام مال و اسباب، کلیسوں کے تحائف اور خزانوں کے ساتھ نکل جائے وہ پورے یورپ میں گھوم گھوم کر عیسائیوں کو مسلمانوں سے بدلہ لینے اور بیت

المقدس پر از سرنو قبضہ کرنے کی ترغیب دیتا رہا۔

پوپ جیر جوری سوم نے بطریق قدس کی اس درخواست کو قبول کیا، اور تمام یورپ میں اپنے راہبوں اور پادریوں کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نئی صلیبی جنگ کی دعوت دیں اس جنگ کو تیسری صلیبی جنگ برائے آزادئ قدس کہا جاتا ہے۔

یورپ کے حکمرانوں نے پوپ کی اس اپیل پر لبیک کہا، اسی کا نتیجہ تھا کہ اس جنگ کی قیادت رچرڈ اول (شاہ برطانیہ، جسے اس کی جرأت وشجاعت کی وجہ سے Lion heart کہا جاتا ہے)، فلیپ (شاہ فرانس) اور فرڈریک اول (شاہ جرمنی) نے کی، یہ مہم مئی ۱۱۸۹ء میں یورپ سے روانہ ہوئی، اس نے عکا کا رخ کیا، اس شہر کا اس فوج نے اگست ۱۱۸۹ء سے جولائی ۱۱۹۱ء تک محاصرہ کئے رکھا، پھر اس شہر کے محافظوں کی جانب سے زبردست مزاحمت کے بعد اس فوج نے اس شہر پر قبضہ کرلیا، اس شہر کے محاصرہ میں پہلی مرتبہ صلیبیوں نے لکڑی کے ایسے بڑے ٹاوروں کا استعمال کیا جن پر ایسا پالش تھا جس کی وجہ سے انہیں جلایا نہیں جاسکتا تھا، رچرڈ اول کی دھوکہ دہی کی وجہ سے سقوط عکا ہوا، اس نے عکا کے محافظین کو امان دے دی، پھر جب عکا کے تمام باشندگان نے سپرڈال دی تو اس نے اپنا وعدہ توڑتے ہوئے تین ہزار مسلم محافظین شہر کو رسی سے جکڑ کر قیدی بنالیا، اور اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ ان مسلمانوں کو نیزوں اور تلواروں سے قتل کرڈالیں۔

نہتے اور رسیوں میں بندھے مسلم قیدیوں کے خلاف رچرڈ اول کی اس دغابازی اور خونریزی کا موازنہ جب ہم صلاح الدین کے اس معاملہ کے ساتھ کرتے ہیں جو انہوں نے صلیبیوں کے مقبوضہ شہروں بالخصوص بیت المقدس کو آزاد کرانے کے بعد صلیبی قیدیوں کے ساتھ کیا تھا تو ہمیں دونوں کے سلوک میں زبردست فرق نظر آتا ہے، اس وقت ہم اس عظیم مسلم قائد کی عظمت اور انسانیت کے سامنے حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، یقیناً صلاح الدین قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور جنگوں کے دوران غیر نبرد آزما آبادی کے ساتھ برا سلوک نہ کرنے کی بابت شریعت اسلامی کی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کی نصیحتوں کے از حد متبع اور پابند تھے۔

عکا کو فتح کرنے کے بعد رچرڈ اول کے سر میں نشۂ قوت رقص کرنے لگا، اسے یہ غلط فہمی ہوئی کہ قدس پر قبضہ کچھ مشکل نہیں ہے، اس صورت حال میں اس نے صلاح الدین ایوبی کو خط لکھ کر یہ مطالبہ کیا کہ وہ قدس اس کے حوالہ کردیں، اس عظیم مسلم قائد نے رچرڈ اول کو وہ جواب دیا جوان کے جیسے صاحب ایمان کے شایان شان تھا، انہوں نے کہا: ''قدس تمہاری طرح ہمیں بھی عزیز ہے، اس کی عظمت کے نقوش جیسے تمہارے دلوں پر ثبت ہیں اس سے زیادہ ہمارے دلوں پر کندہ ہیں، وہاں ہمارے نبی کو لے جایا گیا تھا، یہ ہماری امت کی جائے حشر، ہمارا اولین قبلہ اور زیارت گاہ ملائکہ ہے، اس لئے اس سے دستبرداری کا تصور بھی ہمارے لئے محال ہے، اور اس کی بابت ہم مسلمانوں کے سامنے ایک لفظ بھی نہیں نکال سکتے، یہ علاقہ اصل میں تو ہمارا ہے، اس پر تمہارا قبضہ عارضی اور اس وقت کے مسلمانوں کی کمزوری کا نتیجہ تھا۔''

فاتح بیت المقدس صلاح الدین کا تحریر کردہ یہ خط عصر حاضر میں ہم مسلمانوں کے لئے ایک واضح پیغام رکھتا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کے علاقے صرف عربوں اور مسلمانوں کے ہیں، بندروں اور خنزیروں کی اولاد یعنی صہیونیوں کا آج قدس میں وجود ماضی میں صلیبیوں کے وجود کی طرح شاذ ہے، اس خط سے ہمیں اپنی صفوں کو متحد کرکے قدس پر غیروں بالخصوص صہیونیوں اور ان کے معاونین کے قبضہ کو ختم کرنے کے لئے مطلوبہ طاقت حاصل کرنے کا سبق ملتا ہے۔

اس خط کے بعد رچرڈ اول کو احساس ہوگیا کہ صلاح الدین زبردست عزم وقوت سے بہرور ہیں، اور قدس کے دفاع کے لئے مسلمان یک قالب ہیں، نیز انہوں نے قدس کی فصیلوں کی تجدید اور قلعہ بندی نہایت محکم طریقے سے کی ہے اس لئے صلاح الدین کی شکست بالخصوص یورپی بادشاہوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کے بعد ناممکن ہے، جو یورپ کے بادشاہ اس صلیبی حملہ کی قیادت کررہے تھے ان میں باہم اختلافات پیدا ہوگئے تھے، یہاں تک کہ شاہ فرانس فلپ تو اپنے ملک واپس چلا گیا تھا، خود رچرڈ بھی بخار کا شکار ہوگیا، اور صلاح الدین نے اس کے لئے اطباء کو دواؤں اور پھلوں کے ساتھ روانہ کیا، کچھ محاذ کی صورت حال اور کچھ

صلاح الدین کے اس رویہ نے اسے صلح کی پیش کش پر مجبور کردیا، جس کے نتیجہ میں ۲رستمبر ۱۱۹۲ء/ ۲۲رشعبان ۵۸۸ھ کوصلح ہوئی، اس صلح کوصلح رملہ کہتے ہیں، اس صلح کی ایک اہم شرط یہ تھی کہ مسیحیوں کو بنا ٹیکس ادا کئے زیارت بیت المقدس کی اجازت ہوگی۔

عظیم رحم دل قائد کی وفات:

صلح رملہ کو چند ہی ماہ گزرے تھے کہ صلاح الدین مرض وفات میں مبتلا ہوگئے، مرض کی شدت کا یہ عالم تھا کہ بار بار غشی طاری ہوتی تھی، اس حالت میں بھی انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ کوئی شخص ان کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے۔

چنانچہ ایک صاحب ان کے پاس تلاوت کرنے لگے جب وہ اس آیت پر پہنچے: ''**لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم**'' (اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے) تو صلاح الدین کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آئے اور انہوں نے جان جان آفریں کے سپرد کردی، یہ وقعہ مارچ ۱۱۹۳ء کا ہے، خدمت اسلام اور دفاع دین کے سلسلے میں انہوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے اللہ ان کو قبول فرمائے، اور اپنی بارگاہ میں رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔

اللہ صلاح الدین کو بلند درجات نصیب فرمائے، رہتی دنیا تک ان کا نام ہر مسلمان کی آنکھ کا تارہ رہے گا، اس لئے کہ وہ سرزمین اسراومعراج یعنی قدس مبارک کو ظالموں کے قبضہ سے واپس لینے کی جدوجہد کا ایک رمز ہیں۔

اللہ صلاح الدین کے ساتھ اپنی شان عالی کے مطابق کرم فرمائے، انہوں نے اپنی پوری زندگی جہاد وزہد میں گزاردی، ان کا انتقال ہوا تو ترکہ میں سوائے ۴۷ر درہم کے اور کچھ نہ تھا، گھر اور جائداد نام کی کوئی چیز ورثہ کے لئے وراثت کے طور پر نہیں چھوڑی تھی، ان کی زندگی خیموں میں جہاد کرتے ہوئے گزرگئی۔

خداوند قدوس ان کی لحد پر نور برسائے، انہوں نے دشمنوں کے ساتھ آخری درجہ کا رحم دلانہ سلوک کیا، جنہوں نے انہیں ایذا پہنچائی صلاح الدین نے ان کے ساتھ عفوودرگزر کا معاملہ کیا۔

باری تعالیٰ ان کے ساتھ اور سرزمین قدس کی آزادی میں حصہ لینے والے ہر مجاہد کے ساتھ اپنے خاص رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ علیین میں جمع فرمائے۔

صہیونی حملہ صلیبی جنگوں کا تسلسل ہے:

۱۱۸۷ء میں صلاح الدین ایوبیؒ کے ذریعہ آزاد کرائے جانے کے بعد قدس مسلمانوں کے زیر حکومت رہا، لیکن صلیبی جنگوں کا سلسلہ نہیں رکا، ۱۳۹۵ء میں نویں اور آخری صلیبی حملہ کے بعد بھی اس کا سلسلہ صہیونیوں کے پس پردہ قائم رہا، صہیونی تحریک نے صلیبی یورپ کے ساتھ ایک غیر مقدس معاہدہ کیا، جس کی رو سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری مہم کی سربراہی یہودیوں کے ہاتھ میں ہوگی، اور صہیونی حکومت مستقبل میں صلیبیوں کے عالم اسلام کے مشرق میں استعماری منصوبوں کا محور ہوگی۔

تاریخ اس کی گواہ ہے، پہلی عالمی جنگ کے وقت خلافت عثمانیہ کی حکومت کو شکست ہوئی تو دسمبر ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کی فوج قدس میں داخل ہوئی اور اس کے قائد جنرل ایلنبی نے اپنا یہ مشہور فقرہ کہا: ''آج صلیبی جنگیں ختم ہو گئیں''۔

ایک فرنچ جنرل اس کے بعد دمشق میں داخل ہوا تو اس نے صلاح الدین کی قبر پر جا کر اسے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا: ''صلاح الدین لو! ہم آ گئے، کہاں ہے تمہاری اولاد کہ وہ آ کر تمہیں بچائے؟''

اس برس یعنی ۱۹۱۷ء میں ہی برطانیہ نے وہ اپنا بختانہ معاہدہ کیا جسے معاہدۂ بلفور کہتے ہیں اس معاہدہ میں اس نے فلسطین میں یہودیوں کا وطن قائم کرنے میں تعاون کا عہد کیا، فلسطین پر برطانیہ کے قبضہ کے بعد عیسائی برطانیہ نے فلسطین کے دروازے یہودی مہاجرین اور صہیونی

حملہ آوروں کے لئے کھول دیے۔

۱۹۴۸ء میں یہودیوں نے فلسطین میں اپنی مملکت قائم کرنے کا اعلان کیا، اسی برس عربوں کی شکست کے بعد یہودیوں نے قدس کے مغربی حصہ پر قبضہ کرلیا۔

۱۹۶۷ء کی عربوں کی شکست کے بعد یہودیوں نے قدس کے مشرقی حصہ پر قبضہ کرلیا، اس وقت سے اب تک پورا قدس صہیونیوں کے قبضہ میں ہی ہے، اور یہ سب کچھ عیسائی مغربی مما لک کے تعاون سے ہی ممکن ہوسکا ہے۔

خلاصۂ کلام:

قدس اور فلسطین کی مبارک ومقدس سرزمین کو جہاد کے علاوہ کسی اور طریقہ سے فتح نہیں کیا جاسکتا ہے، صہیونی دشمن کے ساتھ گفتگوؤں اور معاہدات کا سلسلہ فسلطینی مسئلہ کے حل یا قدس کی آزادی کے لئے چنداں مفید نہیں ہے۔

اب تک اقوام متحدہ نے نہ جانے کتنی قراردادیں پاس کرکے صہیونیوں سے مقبوضہ فلسطین کو خالی کرنے کا مطالبہ کیا ہے، لیکن صہیونی حکومت نے ان معاہدوں کو کبھی بھی درخور اعتنا نہیں جانا ہے، صہیونی حکومت نے فلسطینی اتھارٹی کے ساتھ امن معاہدہ کیا جسے اوسلو معاہدہ کہتے ہیں، لیکن پھر اس معاہدہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے ظالم شیرون نے ۱۹۸۲ء میں صابرا اور شاتیلا کے مقامات پر زبردست خونریزی کی، اور اس کی صہیونی فوج مارچ ۲۰۰۲ء میں متعدد فلسطینی شہروں میں گھس گئی، فلسطینی صدر یاسر عرفات کا رام اللہ میں محاصرہ کرلیا گیا، اور جنین کے کیمپ میں سیکڑوں فلسطینی بوڑھوں، خواتین اور بچوں کو شہید کیا گیا، نیز عوامی ڈھانچہ کو برباد کردیا گیا، گھروں کو منہدم کیا گیا، اور انہیں راکٹوں، مورٹار اور ٹینکوں سے تباہ کردیا گیا۔

اس پوری تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ صہیونی دشمن معاہدات اور بین الاقوامی قراردادوں بلکہ خود اپنے ہی وعدوں کا چنداں احترام نہیں کرتا ہے، وہ امن کا خواہاں بھی نہیں

ہے، لہذا قدس امن معاہدوں سے نہیں بلکہ جہاد اور جذبۂ شہادت سے ہی آزاد ہوگا، یعنی ہمیں بھی وہی طریقۂ کار اختیار کرنا ہوگا جو صلاح الدین نے صلیبیوں کے خلاف استعمال کیا تھا، آج بھی قدس کی آزادی جہاد کے ذریعہ ہی ممکن ہے، اس لئے کہ صہیونی دشمن صرف یہی زبان سمجھتا ہے۔

آج صہیونی حکومت جس چیز سے ڈری ہوئی اور پریشان ہے وہ فلسطینی مسلم عوام کے ذریعہ برپا کردہ انتفاضہ اور ان کے شوق شہادت سے بھرپور کارروائیاں ہی ہیں، عوام کے اس طریقہ کار نے ہی صہیونیوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، ان کی اقتصادیات کو نقصان پہنچایا ہے، اس کی وجہ سے مقبوضہ فلسطین میں یہودیوں کے آنے کا سلسلہ تھم گیا ہے، بلکہ دسیوں ہزار واپسی پر مجبور ہو گئے ہیں۔

صلاح الدین کے نقش قدم پر چلنے والی مسلم عوام کے اس طبقہ نے ہی انتفاضہ برپا کیا، اور صہیونیوں کے ٹینکوں، راکٹوں، بمبار جہازوں اور امریکی ساخت کے ایف-۱۶/ جہازوں کا پتھر، ہتھ گولوں، مشین گنوں، دھماکوں اور شہادت خیز کارروائیوں سے مقابلہ کیا۔

اس عظیم مسلم نسل کا ہر مسلمان مرد وزن سے مادی اور معنوی مدد، حمایت، جہاد اور قربانیوں کا مطالبہ ہے، تاکہ یہ لوگ سرزمین فلسطین وقدس نیز مسجد اقصیٰ کو یہودیوں کے ناپاک وجود سے آزاد کر سکیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ'' [توبہ: ۱۴] (ان سے لڑو! اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا، اور انہیں ذلیل وخوار کرے گا، اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔

☆ ☆ ☆

مراجع

کتابیں:

۱- سید فرج ''أبطال الفتوح العربية'' دار الشعب، مصر ۱۹۶۸۔
۲- جلال العالم'' قادة الغرب يقولون: دمروا الإسلام أبيدوا أهله''، دار المختار الإسلامی، قاہرہ ۱۹۸۵ء۔
۳- ڈاکٹر عبد الحمید زاید'' القدس الخالدة'' الهيئة العامة للكتاب، مصر ۲۰۰۰ء۔
۴- عبد اللطیف حمزة'' ثلاثة شخصيات في التاريخ''، الهيئة المصرية العامة للكتاب، مصر ۲۰۰۰ء۔
۵- م۔ فتحی شهاب الدین، سلسلة معارك إسلامية، ''حطين'' دار البشير للطباعة والنشر طنطا، مصر ۱۹۹۸ء۔
۶- ڈاکٹر ماجد الکیلانی ''هكذا ظهر جيل صلاح الدين۔ وهكذا عادت القدس'' دار الفرقان للنشر والتوزيع اردن ۱۹۹۸ء۔
۷- مصطفیٰ الطحان'' فلسطين والمؤامرة الكبرى'' المركز العالمي للكتاب الإسلامی، کویت ۱۹۹۴ء۔
۸- ڈاکٹر مصطفیٰ کسبہ، المسلمون في أوربا۔ التاريخ والأقليات'' مجمع البحوث الإسلامية، مصر ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ
۹- ڈاکٹر محمد الجیوشی'' التسامح في الإسلام''، سلسلة قضايا إسلامية، وزارة الأوقاف المصرية ۱۸ دسمبر ۱۹۹۶ء۔
۱۰- صبحی ندا'' التاريخ يقول: فلسطين عربية'' دار البشير للنشر طنطا، مصر ۱۹۹۹ء۔
۱۱- ڈاکٹر غلول النجار'' المؤامرة'' دار نهضة مصر، قاہرہ ۲۰۰۲ء۔

رسالے:

۱- ڈاکٹر احمد الخلیل'' معركة حطين واستبراجيات الجهاد الإسلامي''، مجلّہ'' منار الإسلام'' امارات، شمارہ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۲ھ/اگست ۲۰۰۱ء۔
۲- حمد عبد العظیم'' الهجمة الصليبية والهجمة الصهيونية على القدس''، مجلّہ'' الوعي الإسلامي'' کویت، شمارہ رجب ۱۴۱۹ھ۔
۳- ڈاکٹر حمد الصاوی'' صلاح الدين وأخلاق البطل'''' القدس'' شمارہ جنوری ۲۰۰۱ء، مرکز الإعلام العربی، مصر۔
۴- طارق عبد الفتاح'' القدس مدينة السلام كيف تعود؟'' مجلّہ'' الوعي الإسلامي'' شمارہ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ۔
۵- طارق عبد الفتاح'' ۹۰۰ عام على سقوط القدس على أيدي الصليبيين''، مجلة'' الوعي الإسلامي'' شمارہ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ۔
۶- اللواء جمال حماد'' صلاح الدين القائد الإنسان'' سلسلة مقالات مجلة'' الشباب'' جنوری ۱۹۹۳ء سے جون ۱۹۹۴ء تک۔
۷- ڈاکٹر عبد المجید وافی'' الناصر صلاح الدين'' مجلّہ'' منار الإسلام'' امارات شمارہ شوال ۱۴۱۶ھ۔
۸- غازی التوبة'' الحملات الصليبية والحروب اليهودية المقارنة والنتائج'' مجلة'' الوعي الإسلامي'' شمارہ رمضان ۱۴۱۹ھ۔
۹- ڈاکٹر محمد رجاء حنفی'' موقعة حطين'' مجلّہ'' الوعي الإسلامي'' شمارہ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ۔
۱۰- ڈاکٹر محمد بهی الدین سالم'' القدس وطمع الطامعين'' مجلّہ'' منبر الإسلام'' شمارہ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ۔

☆ ☆ ☆